انتخاب

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

[illegible]

تو ہے ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور سہی
تو نہیں اور سہی، اور نہیں اور سہی

[illegible]

یاران ہم قالب

مولینا ہیچ ۔ تسلیم عرض کرتا ہے۔
ہیچ ۔ بجو ۔ نو وارد و نیک قدم۔

نو وارد ۔ حضرت تسلیم عرض ہے۔ یہ کلمات لاچی کون سمجھتا ہے۔
ہیچ ۔ آہاہ ۔ آپ ہیں۔ آداب عرض ہے۔ مزاج مقدس۔ بجھی میں سمجھا مسٹر بیچ ۔ سی۔ پی بیٹھے صاحب آ گئے۔

نو وارد بھلا یہ تو فرمائیے۔ یہ آداب ہوا کیسی ؟
ہیچ ۔ اور وہ تسلیم عرض کیسی ۔ مرد خدا تسلیم کا عرض ہو۔ تو آداب کا طول بجا ۔ دن کو سفر جو رہی ہو گئے ۔ اب گاڑی چھٹے گی۔
نو وارد نہ ضرور نہ ۔۔۔ یہ تھوڑی سی کھرنیاں ہیں۔ میوہ فروش تعریف تو بڑی لمبی چوڑی کرتا تھا۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف
ہیچ ۔ (مسکرا کر) کہاں کی ہیں حضرت
نو وارد قاسم باغ کی بتا آتا تھا۔
ہیچ ۔ (رنگ کر) ہٹاؤ ۔ بتاؤ چلو ۔ اے کہیں وہاں سے چرخہ شدہ بھر شیدی کو بڑے باغ کی کھرنی کے۔ اور کسی باغیچہ کی کھرنی زبان پر تو رکھتا ہی نہیں۔ کل ہی میاں صہبا الکشن خاں آئے۔ اور بڑی نامی کھرنیاں بلا مبالغہ کوئی کبوتر کے انڈے کے برابر ہوں گی تحفہ ساتھ لائے۔ اینجانب نے ٹکٹ بھر کر بھی تو نہیں دیکھیں کس کمیت کی مولی ۔ اور کیا ۔ ؎

جو نہ آنکھ دکھائے ۔ کبھی شیدا تیرا
ہائے ناز ہے دل میں یہ کھرنا تیرا

(کھا کر) واہ واہ ! کس قدر شیریں کھرنی ایک دانہ کھاتے الله لب بند ہو گئے۔ گٹھلی کو زبان ٹٹولا ہی کئے۔ مگر وہ دہن یار کی طرح دہن مبارک ہی میں غائب ۔ رنگ اتنا شوخ کہ زردی کو چرخا کر ایک شوخ طناز کی بسنتی ساڑھی رنگ لو اور پھر رنگ دیکھیے۔ کتنا ہی صابون ملو ۔ لیموں نچوڑو ۔ سوڈے سے ہاتھوں کو مل مل کر دھو ڈالو ۔ ہاتھ چھل جائیں مگر رنگ بنش سے مس نہ ہو سبحان الله کیا شان کری ہے ہیں ! اچھے وہاں سے کھرنیاں لے گئے !

نو وارد اوہ ۔ یہ کا کالا بجے سلام ۔ کھلا آپ نے کسی بیماری کہاں رکھتے ہوں گے ۔ خیر اچھا جانے دیجئے ۔ یہ ۔۔۔۔۔۔ قہر ہے۔ تو قبول ہوں ۔۔

ہیچ ۔ ہیں ہیں بجھیں ہو کر ، یہ کہاں کے ہیں مہربان ۔
نو وارد دیکھیے تو تحفہ ہے ۔ کھا کر فائز کے ۔

ہیچ ۔ (وضاحت کر کے) لاحول ولا قوۃ مہاسیان یا گھر کی بیری ۔ واللہ بیر کا تحفہ جیو مسٹر ہیچ کی مدارات کا اچھا ہے ۔ کہا بڑی تحفہ بھیجنا بڑی ۔ رنگ پر کیا آوے ۔ اینجانب کی ایسے کبوتر ہیں سے آتے ہیں بھائی ! ایسے ایسے مشہور میوہ بیس کو تو میں ہنسی کو بھی منہ نہیں لگاتے ۔ کوئی ڈبل کوٹ کا ستر وہ بیر ہوتا تو کچھ بیچا ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ کمبخت ایسے نرم تو لکھنا ہی نہیں جاتے ۔ تھے یا کھٹے ۔ بس وہی نرے ۔ دانہ دانہ دیکھیے اس ارادے کے کرشمہ کا دانہ رشک سے آب آب ہو جلتے ۔ اور اس آب کو شرماتے ۔ اور کتنے خوشنما اور سڈول ۔ کہ خوا ، نخواہ دل خرید نے کو چاہے ۔ زرد زمین پر سبز سبز خط ۔ گویا قدرت نے خدا اپنے ہی ہاتھ سے اس کی تقدیر کا فیصلہ کیا ہے ۔ کہ یا اسے آتشیں کام پر ۔ آب ، لال رنگ کے سے فیضیاب ہوں ۔ جیسے کسی نے الگ الگ قاشیں کا شاکر کچھ دی ہوں ۔ بجھی الحمد معاف کرے ۔ دولت خانہ سے جاتے وقت ہمراہ لیتے جائیے گا ۔ میری جانب سے بال بچوں کو تقسیم کر دیجیے گا ۔
نو وارد ۔ (مسکرا کر) یہ تیرے تحفہ سے میں کرم معاف ! آج تو خوب پیٹ بھرا ہوا ہے ۔ ایجاد اسی چٹنی کو تو زبان پر رکھئے یہ اس کے ہتھے ہی چٹکیں مدد جناب صاحب کی بھی ہوگی ۔
ہیچ ۔ یہ کس مرض کی چٹنی ہے
نو وارد ۔ ترنی کی ۔
ہیچ ۔ بہتر ہے۔

عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے

مسٹر ہیچ ۔ ساکن کلکتہ براستہ دہلی پیشل ہو گئی کو تشریف لے گئے تھے ۔ تقریباً ۱۰ بجے شب کے ایک انٹر کلاس میں خوب بیٹھے ہی تھے دولت خانہ واپس جا رہے تھے ۔ بلقدر ۔۔ ا بجے تھا ۔ کہ ۔۔

پر جا بیٹھی ان کے پیچھے بغل رکے گئے۔ اب ڈوٹے ہم گاڑی میں آ کے دے
سے کوئی گھر آئی یوں گھر میں جست وخیز سے نہ ہوگا
جو کام ہو ہم سے وہ رستم سے نہ ہوگا

صاحب بہادر بیچارے دین کے ساتھ دونوں طرف میں کھو بیٹھے کے۔ [illegible] کیسی بیٹ [illegible] پیچھے کی شوخی بچائی۔ سنتا کون ہے [illegible] اور دونوں شیطان ہی گیا [illegible] مشق کی تھی۔ سب میں ایسا حال ہوا ہم دیکھا۔ زالت دوست نیست خدائی میں آ جانا قریب ہوئی۔ اب غرض کیا جو ل کون ایسا قیامت کا صاحب بہادر گاڑی سے بھی پیچھے دکھیل دیا گر جان کو ہی اشارہ ہوا اور گاڑی پر جا دو جا پہنچ۔ اور سب جو ساتھ ہوا وعدے تھے اس [illegible] کی صفائی اور دین کی رسائی کے دوچار جہاں پہ لیٹے ایسے اور لوگ پھر [illegible] دے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور [illegible] جاؤ تو تمہاری بلا اور بھی پریشانی ہوا وسہ۔

وقیع۔ اور پولیس سے ان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا۔ یہ تو ایک بالکل سادی سی بات تھی۔ کہ گاڑی والے کی سازش سے بیگانہ نو وارد اسی وقت حضرت سفورا تھیر کر کے بلاسے گھر پہنچا دیے گئے۔ ع مشہور ہیں جتنے کرتب پولیس کے

وقیع۔ ہپ ہپ ہپ۔۔۔ بھئی یہ دن تو چوکھا رہا۔ اچھا اور نو وارد جی بس اب اور کچھ نہیں۔ اتنی پکڑ سے بچ بچا کر ٹھے اب ہاں بھلا کیا نہ کہی جائے۔

وقیع۔ (منہ بنا کر) ہمارے یار نہیں۔

نو وارد لنگڑا کر۔۔۔۔ اچھا اچھا اداس نہ ہو۔ رسوئے نفلی تھری آپ۔ بابے پنجاب میل ... شاشت جا رہی تھی۔ کہ کہنا اصالتاً کے قدیان ایک ڈاکٹیل تھیلا اپنے زور بازو کو آزمانے آیا۔ ابھی مہر کر کیا رو کے۔ کہیں گزر دن پر ہاتھ اچھا ہے۔ مگر راہ سے بیا رو جو کیا تھا وہ کر دکھایا۔ جان گئی بلا سے۔ مگر یہاں تو روک ہی دی۔ اور ایسی ٹانگ توڑی کہ تھنٹے تک انجن ہی سکتا ہی رہا۔ جب اسٹیشن صاحب کی سواری آئی۔ تو خدا خدا کر کے اس کی ٹانگ سیدھی ہوئی۔

وقیع۔ ہوجیتی ذرا اکھیلی رہی۔ ہاں اور۔

نو وارد۔ بس۔ اب رخصت۔ ابھی کے پیٹی پٹی تیار کر کے لاؤں گا
انشاء اللہ جو مجھ میں سمجھ جائے تو کلا شہرہ کر دے۔

وقیع۔ رخصت۔ نو وارد جا اقرو۔

راقم مجیل۔ دہلی۔ از متھرا

نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

کہاں کی کیسی یہ شب جدائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے۔
کرو گے کیا کیا یہ کج ادائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

حسین سمجھ کر جو ناز کر لے۔ تو سن او صاحب مری بھی باتیں
کہ میری تم پر طبیعت آئی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

جو تم ہو عاشق ہماری جان کے۔ تو ہم بھی عاشق ہیں مال و زر کے
بنا و زیور میں طلائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

جو وعدۂ وصل ہی تھا پیارے۔ تو جو مصیبت ہوئی ہجر میں
کہ فراق نازک مری کلائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

گھسیٹا پیار کر تم آ ہی بیٹھے۔ ہماری ازجی کو دیکھیے کو
فرمائے کیا تھے روٹھا ئی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

یہ بات جا کے کی اسے مری جاں کہ لگی تم سے لپٹ چپکا کر
بنے لبھا واک رضا ئی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

پہننے سے بیٹھ کر کوٹ پتلون۔ لوگ سمجھیں گے شاہ صاحب
کہ آیا سیٹھی کے گھر عیسائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

بنا یہ انگلستان کو غبار اور انشہ میں تم نے جو ہاتھ مارا
بگاڑ دی چھائی کیسی کسائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

مرے روزگاروں کی جو ہو عزت۔ تمہاری نظروں میں قدر و جاہ
ہیں دونوں متھرا کی یہ مٹھائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

تجلی جب دل صب کے سو ہنستے بنے ہزاروں ہیں بیشہ علمی
عقب کی صورت ہے ہم نے پائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

ہماری تھیلی کے ایک گوشہ میں حضرت عشق بھی بھی ہوگی
وکیل وقت رہی کمائی۔ نہ ہم کہیں گے۔ نہ تم سنو گے

راقم۔ گنیپ جی۔ از منقل

ایک دن

اجی حضرت دہلی پنچ خان بہادر - آپ کی تحریر ہے جیسا کہ نثر میں کے قدردان ہیں ہم - اجی جناب آپ کہاں ہیں - قبلہ ایکدن ! ایک دن بہ سے وارد - ایک دن شراب پیکبھی یا نہیں دیکھا یا کباب چکھا - جی نہیں تو پھر کیا - ایک دن - لاحول ولا قوۃ کچھ کہتے نہیں - ایک دن ایک دن رٹے جاتے ہو جناب نے شیطان تو نہیں دیکھا ہے کہ لاحول پڑھتے ہو - خیر بھئی ایک دن کیا ہوا - وہ چاند تو نہیں ہاتھ آگیا - جی نہیں تو پھر کیا ؟ شبرات و برات گذر رہے ہیں عید ہو ایسا نہ کا نام سوختہ ہو گیا - پھر ایک دن کیسا - خوشی کا یا غمی کا - طفلی کا یا جوانی کا - جی نہیں تو پھر کیا ؟ ایک دن اچھا سنئے - ایک دن حضرت تحسینؔ آئے اور اسیطرح میرے پاس لائے اور غزل کی فرمائش کی - آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اجناب تو ایک بھی ہیں چپ کب رہ سکتے ہیں - دم کے دم میں ہزاروں شعر گھڑ ڈالے وہ ہیں آپ کے بھی نذر ہیں پڑھئے اور اشاعت کیجئے ۔

غزل

خوشی جنت تجھے سوزش کہاں آئی ایکدن ۔ دیکھیں گے یاں جھڑکی وہاں آئی ایکدن
خوشبو گل لے بلا یہ سر پہ ٹوٹی ایکدن ۔ پاؤں اپنا گھر بلدن سے نہ آئی ایکدن
دور ہی خلوت میں جب آشنا آئی ایکدن ۔ بن گئی تخت سلیمان چارپائی ایکدن
یاں نہیں گر دیکھا کرو گی سیر گلشن روز روز ۔ دیکھ ہی لینا تمہاری بیوفائی ایکدن
گر کبھی آنکھوں کی میری اشک افشانی نہ ہو ۔ دیکھنا جھٹ جائے گی یہ سیل سے برائی ایکدن
جیسے ہی ہر صیاد نے بلبل لگا کے گرفتار ہیں ۔ پھانسی ہی لیگی اس سے خودنمائی ایکدن
تاکتے ہی تکتے آنکھیں ہی پتھرا گئیں ۔ کی نہ عشق نے مگر مدد دغا کی ایکدن
بھاگتا ہے کیسی منہ سے نہ لے نام خدا ۔ دیکھئے اس بحث کی اگر جلد رہائی ایکدن
رنگ خوب اڑا جائے گی خاص جب تقدیر ۔ پیچ اپنی کی تب دیکھ کا دائی ایکدن
جاننا تو آتا ہے اپنے حسن پہ دکھلا دکھا ۔ ہیں تیرے روئے مصفا کی صفائی ایکدن
خنجر سے گر تو گھس جائے گا انکا شباب ۔ کر دیں گے ٹکڑے سر پر چھا گئی ایکدن
رنگ دکھلا کر دست اپنا آنکھوں سے بڑھ کر خون بہائیں گے ۔ تیرے دست حنائی ایکدن
جان شیریں کو تو یہ دین گے مشکل کیکر ۔ دیکھ کر ہم بھی تری شیریں ادائی ایکدن
دیکھ کر گل کو شگفتہ کرنے والے باغباں ۔ قید سے تیری مگر پائے رہائی ایکدن

پہنچ کر اطلاع آیا جو گلچیں جب بہا کا یہ زیب تن کر کے قبا سبز ساقی ایکدن
گر یہی طرز ادائے دلستانی رہ گیا ۔ طاق پر کر لیں گے پیر سب پارسائی ایکدن
میں زلیخا ہو تمہارا پیرہن کا دامن بنا کے ۔ اسطرح یوسف کی بیدست و پائی ایکدن
اے قید قاصر خود نمانا یہ ہنر دل کیکر جو ہری کہیں گے تجھے کو یا کہ یاقوت آئی ایکدن
خاک گل نرگس لئے ہے تخت خضر پر وہ بیٹھے ہیں با دبدبہ کی بادشاہی ایکدن
شاید وہ غیر ہیا تک بنیاد کی آخر ۔ خود اٹھا لیگا یہ شوق خودنمائی ایکدن
طوق آہن پہنا عاشق لے تو یا جیسے گردن مشرقی میں طوق طلائی ایکدن
سن آ ئنہ کا پہرہ دیکھے شکن دیکھ کر ۔ اس میں دیکھ قلب مصفا کی صفائی ایکدن
یاد میں اس کی بخوبی کبھی رو دیتا ہو گیا ۔ آنکھوں کے حلقوں میں گئی جگی کلائی ایکدن
تو لا میزان الفت نے برابر کیا ۔ وصل کی شب رات یا روز جدائی ایکدن
مشق صبر کا اشارہ کی وجہ تاثیر میں ۔ صید لاشئے ہی ترح آئی ایکدن
چاہتے ہیں دل لگا تو اس بت پر مرے ۔ آنکھ بڑھ سوں ہی اس حسن خطوطی ایکدن
یا تجا ہماری نہ چلے نہیں دل لیا کیجئے ۔ سو ادلح کہا جائے گی بنا کر کلائی ایکدن
کیجئے نہ یکے دل میں اک آئینہ غبار ۔ میری آہ کی ہو جائے گی صفائی ایکدن
سب نشان ہو گر کہیں پہ نیشا کا نیز ہو ۔ اور شاہی دیکھ لے نام پارسائی ایکدن

بیوفائی کا اگر چند سے یہ نہیں دونا ہے
ڈوب ہی جائے گا نام آشنائی ایکدن

در صنعت تجنیس خطی

بیٹھ گیا اکی اور یہ بیاں کی جرأت نہ رہیں ۔ جا دو سے تو سحر یوسف سا بہائی ایکدن
پیچ محل میں کے چھپا دل لگا لیا ۔ کس شان و شوکت کے جو ہم خدائی ایکدن
پیش وہ ہیں پیچ جیسے ہوں دلبر نہیں ۔ یہ عنایت پر کسی پیر آئی ایکدن
بیچ اپنا ہاتھ تو ہو رہا ہے بے یار ۔ پھانسی ڈالے گر یہاں سے رہائی ایکدن
خلد اس سے شگفتہ ہو کہ الحمد ۔ چلی ہے بہا ہو شہید خدا کی ایکدن
تخت شاہی بنا تا ہے یا جس کا سیج شام ہو ۔ جھکتی ہے جو اس کی یادشاہی ایکدن
وصل انکی شب سے عیاں ہے تو آرام ۔ کیونکر ہو لائے گی آسمان کی جدائی ایکدن

پھر نہ اٹھا بشر گر جاں کر گیا ہے
خوب ہی نام آگئی یہ صنعت دکھائی ایکدن

[illegible]